احمدیت سے منحرف ہونے والوں اور ایمان لانے والوں کے درمیان فرق کا نہایت ایمان افروز تذکرہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ ؍نومبر ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کا یہ پہلا سال جسے ہم تمام دنیا میں جشن تشکر کے طور پر منا رہے ہیں جہاں خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو لے کے آیا ہے وہاں ان فضلوں کے نتیجے میں دشمن کا عناد بھی بہت بڑھا ہے اور لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (الفتح:۳۰) کی آیت کا اطلاق ان پر ہوتے ہوئے ہم نے دیکھا۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو نشو ونما عطا فرماتا ہے وہ لہلہاتے ہوئے سبزوں کی طرح بڑھتے اور پھولتے اور پھلتے ہیں اور تناور ہوتے چلے جاتے ہیں تو یہ اس لئے بھی ہے تا کہ دشمن اپنے غیظ میں بڑھے اور اپنی بے اختیاری کو محسوس کرے اور بے بسی کو محسوس کرے اور جان لے کہ اس کا غیظ اس کو کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اس لئے وہ اپنے غیظ میں کوشش تو ضرور کرتا ہے اور کوشش میں بڑھتا ہے پہلے سے لیکن اس کے باوجود خدا کے فضلوں کو روکنے میں کلیۃً نامراد اور ناکام رہتا ہے۔ یہ نظارہ بھی ہم نے اس سال میں بڑی شان کے ساتھ دیکھا ہے۔ کبھی گزشتہ مخالفت کے سالوں میں ارتداد کی اتنی کوشش منظّم طور پر نہیں کی گئی جتنی امسال دشمن کی طرف سے کی گئی ہے اور جہاں تک میں نے پاکستان میں تشدد کے حالات کا جائزہ لیا ہے بڑی واضح طور پر یہ بات دکھائی دیتی ہے کہ یہ محض تشدد کی ایک مہم نہیں تھی بلکہ اس تشدد کو ارتداد میں تبدیل کرنے کی مہم تھی اور ہر جگہ تشدد کے بعد Follow Up کے طور پر اس کے پیچھے آنے والے ایک منظّم منصوبے کے طور پر ارتداد کی

کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ چک سکندر میں جو واقعات ہوئے یا فیصل آباد میں اور بہت سی جگہوں پر جو واقعات گزر رہے ہیں ان میں یہ دشمن کی سازش بڑی کھل کر نمایاں ہو کر ابھرتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ چک سکندر میں جو کچھ مظلوم باقی رہ گئے تھے ان پر مسلسل اور شدید دباؤ ڈالتے ہوئے ان کو مرتد بنانے کی کوشش کی گئی اور ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے احمدیت سے بے تعلقی کا اظہار بھی کیا لیکن بہت سے مراد میری یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ چک سکندر کی اکثریت کیونکہ بھاری اکثریت نے تو عظیم الشان قربانیاں دیں اور کلیۃً ان کی ان کوششوں کو رد کر دیا لیکن وہ چند عورتیں اور بچے جو پیچھے رہ گئے ان کا یہ حال ہے کہ ان پر دباؤ ڈال کے ان کے ارتداد کا اعلان کرایا گیا اور یہ جو تاخیر ہو رہی ہے احمدیوں کی واپسی کی اس میں بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ حکومت کے ساتھ مل کر چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں احمدیوں کو لا کر دباؤ کے نیچے مرتد بھی کیا جائے پھر دوسرے لائے جائیں پھر ان کو مرتد کیا جائے اور اس شرط کے اوپر کوئی احمدی وہاں واپس جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔

یہ جو واقعات گزر رہے ہیں ان سے مجھے خیال آیا کہ آج جماعت کو ارتداد اور ایمان کے فرق سے متعلق کچھ باتیں بتاؤں۔ دیکھنے میں جو آپ کو ارتداد نظر آتا ہے ان کے لئے ایمان ہے۔ یعنی وہ کہتے یہی ہیں کہ اتنے لوگ جو بے ایمان تھے وہ ایمان لے آئے ہیں اور جو ہمیں ایمان دکھائی دیتا ہے ہم سمجھتے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ لوگ احمدیت کو قبول کر کے ایمان میں داخل ہو رہے ہیں وہ ان لوگوں کو ارتداد دکھائی دیتا ہے۔ تو کیا یہ محض نظر کا دھوکا ہے۔ کیا محض زاویہ بدلنے سے اشتبہات پیدا ہو رہے ہیں یا حقیقت حال اپنی ذات میں بھی کوئی حیثیت رکھتی ہے اور جسے پہچانا جا سکتا ہے۔

یہ مضمون ہے جو جماعت کے سامنے بڑے واضح طور پر پیش ہونا چاہئے تا کہ ان میں سے ہر ایک کا دل گواہی دے کے جو احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں وہ اللہ کے فضل سے ایمان قبول کر رہے ہیں اور اندھیروں سے روشنی میں آ رہے ہیں جو احمدیت سے باہر جا رہے ہیں ان کے اوپر قرآنی اصطلاح کے مطابق ارتداد کا لفظ صادق آتا ہے۔

اس مضمون کو بیان کرنا کچھ مشکل نہیں چند ایک نکات میں نے آج کے خطبہ کے لئے اختیار کئے ہیں۔ سب سے پہلی بات جو قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ارتداد اس ایمان کی تبدیلی کو کہتے ہیں جس میں دباؤ شامل ہو۔ جس میں جبر اور تشدد شامل ہو۔ پس قرآن کریم نے اس

مضمون کو بارہا اتنا کھول کر بیان کیا ہے کہ کوئی کلیۃً عقل کا اندھا ہو تو اسے یہ دکھائی نہیں دے گا یا جس کے دل پر مہر لگ گئی ہو اس کو یہ بات سمجھ نہیں آئے گی ورنہ قرآن کریم تو اس مضمون کو اتنا کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور تاریخ مذاہب کے حوالوں سے اتنی وضاحت کے ساتھ یہ بات کھلی کھلی دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے کہ جبر کے نتیجے میں اگر ایمان تبدیلی کیا جائے تو اسے ارتداد کہتے ہیں اور ایمان اس کے برعکس ایک اور تفسیر رکھتا ہے۔ جبر کے باوجود اگر اپنا دین بدلا جائے تو اس کو ایمان کہتے ہیں۔ یعنی ایک طرف سے جبر اور تشدد موجود ہے اس کے ہوتے ہوئے ایک انسان اپنا دین تبدیل کر لیتا ہے۔ ایسی تبدیلی ایمان کی علامت ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ فی ذاتہٖ اس کا یہ فعل درست تھا یا غلط تھا لیکن ایک بات بہرحال اس سے ثابت ہو جاتی ہے کہ مذہب تبدیل کرنے والا اپنی ذات میں سچا ہے اور جو تبدیلی اس نے اختیار کی ہے وہ ایمان کے نتیجے میں ہے۔ تشدد اور دباؤ کے نتیجے میں نہیں تشدد اور دباؤ کے خلاف ہے۔ ایک وجہ یہ قرآن کریم پیش کرتا ہے جو سب سے زیادہ مؤثر نظر آتی ہے یعنی تاریخ میں اس سے زیادہ مؤثر اور کوئی وجہ ارتداد کی دکھائی نہیں دی۔

چنانچہ آج کے حالات میں جو پاکستان پہ گزر رہے ہیں قرآن کریم کی اس کسوٹی پر ان کو پرکھ کر دیکھیں تو خوب کھل جائے گا کہ کس کا ایمان ہے اور کس کا ارتداد ہے۔ سارے پاکستان میں جو گنتی کے چند احمدی وہ مرتد کرنے میں کامیاب ہوئے ان میں بلا استثناء جبر بھی تھا، دباؤ بھی تھا اور ایک اور بھی چیز تھی جس کا قرآن کریم دوسری جگہ ذکر فرماتا ہے اور وہ ہے لالچ اور لالچ کا ذکر بھی قرآن کریم میں جگہ جگہ پھیلا ہوا ہے۔ شیطان ان کو لالچ دیتا ہے، ان کو دھوکے دیتا ہے ان کو بتاتا ہے تمہارے دنیاوی فوائد ہمارے ساتھ وابستہ ہیں، تم گھاٹا کھاؤ گے اگر دوسرے مذہب کی طرف جاؤ گے۔ تو دوسرا مضمون قرآن کریم نے لالچ کا بیان کیا ہے اور یہ بھی ہمیں پاکستان کے حالات میں ہر جگہ صادق آتا دکھائی دیتا ہے۔

ایک تیسرا مضمون یہ بیان فرمایا ہے کہ بعض لوگ دل کے گندے ہوتے ہیں اور ان کے اندر مرض موجود ہوتا ہے۔ حالات کی وجہ سے وہ مرض نمایاں ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کو ارتداد کے حوالے کے بغیر بھی بیان فرمایا گیا ہے اور ارتداد کے مضمون بیان ہوتے ہوئے بھی اس مضمون کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ یہ آیت جو یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ (آل عمران: ۱۸۰) کے الفاظ ہیں کہ یہ

فتنے پیدا ہوتے ہیں، ہچکولے آتے ہیں طرح طرح کی آزمائشیں پڑتی ہیں ان کی اور انبیاء کے آنے کے ساتھ یہ زلازل واقع ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے انبیاء آتے ہیں تا کہ خبیث کو طیب سے الگ کر دیں۔ چنانچہ وہ لوگ جو مومنوں کی جماعت میں بھی بطور خبیث شامل ہو چکے ہوتے ہیں ان کے دو طرح کے اظہار ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ وہ منافق بن جاتے ہیں جب تک رہتے ہیں منافقانہ باتیں کرتے ہیں اور علیحدگی اختیار کئے بغیر جماعت کے اندر رہتے ہوئے بھی ان کا نفاق وقتاً فوقتاً پھوٹتا رہتا ہے اور نفاق خود سب سے گندی قسم کا جھوٹ ہے۔ نفاق اور ایمان کا آپس میں کوئی تعلق ہی نہیں۔ نفاق کا مطلب یہ ہے کہ دل کسی اور بات کی گواہی دے رہا ہے اور عقل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ بات ظاہر نہیں کرنی، کرنی ہے تو خاص شرارت اور خاص مکر کے تابع کرنی ہے ورنہ اپنے اعتقاد کے خلاف ایک سوسائٹی کے اندر اس سوسائٹی کا حصہ بن کر رہنا ہے۔

تو یہ جھوٹ کی ایک نہایت مکروہ شکل ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایسے لوگ یا وہ منافق ہو جاتے ہیں یا پھر وہ ارتداد اختیار کرتے ہیں ایسی حالت میں کہ ان کا گند بہت بڑھ چکا ہوتا ہے اور خبیث اور گندے لوگ ہیں جو سوسائٹی سے باہر پھینکے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تاریخ بھی جماعت کے سامنے کھلی پڑی ہے۔ اکثر یہ وہ لوگ ہیں جن کے باہر نکلنے سے پہلے جماعت نے ان کو کھوٹے پیسے کے طور پر رد کر دیا تھا۔ ان کے خلاف نظام جماعت حرکت میں آ چکا تھا۔ ان کے خلاف قضا حرکت میں آ چکی تھی۔ ان کی بد دیانتیاں ثابت تھیں لین دین میں یا اور ایسی باتیں جو مکروہات سے تعلق رکھتی ہیں یا شنیعہ حرکتیں جو گناہوں سے تعلق رکھتی ہیں ان کے ظاہر ہونے کے نتیجے میں جب نظام جماعت نے ان پر ہاتھ ڈالا تو پھر وہ باہر نکلے اور ارتداد کا اعلان کیا۔

تو ایک طبقہ ان کا جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے وہ گندے اور کھوٹے لوگوں کا ہے۔ اس کے برعکس قرآن کریم سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ ایمان لانے والے لالچ کے نتیجے میں نہیں بلکہ اس کے برعکس حالات میں ایمان لاتے ہیں۔ ایک طرف مرتد ہونے والوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ تم ہمارے اندر شامل ہو جاؤ۔ ہم تمہیں اعلیٰ نوکریاں دلوائیں گے۔ تم پر خرچ کریں گے۔ تمہیں رزق عطا کریں گے یا کئی قسم کی نوکریاں یا جائدادیں یا تنخواہیں لگا دیں گے۔ غرضیکہ لالچ سے اس قسم کے ارتداد کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ایمان کی یہ شان ہے کہ وہ لوگ جو ایمان اختیار کرتے ہیں ان کو مالی

قربانی دینی پڑتی ہے اور ان کو کچھ لٹوانا پڑتا ہے اور کثرت کے ساتھ پاکستان اس بات کا گواہ ہے کہ اس شدت کی مخالفت کے دور میں جو دوست احمدی ہوئے ہیں وہ سارے کے سارے کچھ نہ کچھ مالی قربانی کر کے احمدی ہوئے ہیں۔ بعضوں کو تو کلیۃً اپنے تمام اموال سے بے دخل کر دیا گیا۔ بعضوں کے چلتے چلتے کاروبار بند کرا دیئے گئے، ان کے ٹوٹل بائیکاٹ ہو گئے۔ بعضوں کے اموال لوٹ لئے گئے بلکہ بیویاں بھی چھین لی گئیں اولادیں بھی چھین لی گئیں۔ بعضوں کو نوکریوں سے نکالا گیا، بعضوں کو ترقیوں سے محروم کیا گیا۔

غرضیکہ تمام احمدی ہونے والے اس بات پر گواہ بن گئے اور ان کے حالات ان پر گواہ بن گئے کہ وہ مومن ہیں کیونکہ مومن کی یہ نشانی خدا تعالیٰ نے بتائی ہے کہ وہ قربانی دے کر ایمان لاتا ہے۔ کسی سے پیسے لے کر یا جائدادیں قبول کر کے یا نوکریاں لے کر ایمان نہیں لایا کرتا۔

تو وہ چیز جو پہلے آپ کو مشتبہ دکھائی دیتی تھی یا متشابہ دکھائی دیتی تھی یہ سمجھتے تھے کہ اچھا ایک طرف سے ایمان ہے دوسری طرف سے ارتداد ہے دونوں میں سے سچائی کیا ہے۔ اب دیکھیں قرآن کریم کے مطالعہ کی روشنی میں کس طرح کھل کر الگ الگ واضح ہو کر دکھائی دینے والی چیزیں ہیں۔ ارتداد کی اور صفات ہیں، ایمان کی اور صفات ہیں اور ان دونوں میں کوئی اشتباہ نہیں ہے۔ جس طرح دن اور رات میں اشتباہ نہیں ہو سکتا اس طرح ایمان اور ارتداد میں کوئی اشتباہ نہیں ہو سکتا۔

لالچ دینے کا جہاں تک تعلق ہے کثرت کے ساتھ مجھے ایسے خط ملتے رہتے ہیں جہاں نوکر پیشہ احمدی لکھتے ہیں کہ ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ تم صرف توبہ کر لو اور ہم تمہیں اگلی ترقی دے دیتے ہیں بلکہ جو پہلے تمہارے حقوق چھینے گئے تھے وہ سارے واپس کر دیں گے لیکن ہمارا ان کو جواب یہ ہے کہ ہم ان ترقیات کے منہ پر تھوکتے بھی نہیں۔ پھر ایسے خط ملتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہیں نوکری سے نکالنے لگے ہیں اب وقت ہے کہ تم توبہ کر لو اگر تم توبہ کر لیتے ہو تو تمہاری نوکری بچ جاتی ہے۔ سینکڑوں ایسے احمدی ہیں جنہوں نے نوکریوں کو ٹھوکریں مار دیں اور ایک کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کی اور یہ جواب دیا کہ ہمارا رازق ہمارا خدا ہے تم ہمارے رازق نہیں ہو۔ نوکریوں کے بدلے اور رزق کے بدلے ہم اپنے ایمان کو بیچ نہیں سکتے۔

اب یہ دیکھیں کتنا فرق ہے ارتداد اور ایمان میں۔ مذہب تبدیل کروانے کی خاطر لالچیں

دینا ارتداد سے تعلق رکھتا ہے اور مذہب تبدیل کرتے ہوئے اپنے حقوق کو قربان کر دینا یہ ایمان سے تعلق رکھتا ہے۔ پس پاکستان میں کثرت کے ساتھ ایسی مثالیں دکھائی دیتی ہیں۔

پھر قرآن کریم یہ فرماتا ہے کہ یہ ردی لوگ ہیں جو ادھر چلے جاتے ہیں اور آنے والے جو ہیں وہ اچھے ہوتے ہیں۔ اس پہلو سے بھی آپ دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ جماعت احمدیہ میں جتنے شامل ہوتے ہیں وہ ان کے ردی لوگ نہیں ہوتے۔ دو قسم کے آنے والے ہیں لیکن ایک قسم وہ ہے میں دوسری قسم کا بھی ابھی ذکر کروں گا اور اس میں بھی علامتیں بالکل واضح ہوں گی۔ ایک قسم وہ ہے جو ان میں سے بہترین ہیں۔ ان کی اپنی سوسائٹی جانتی ہے کہ وہ نسبتاً سچے لوگ ہیں صاف گو لوگ ہیں، ایماندار لوگ ہیں اور ان کے اندر کچھ ایسی خوبیاں ہوتی ہیں جن کو سوسائٹی میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جب وہ ایمان لاتے ہیں تو ایک اضطراب پیدا ہو جاتا ہے سوسائٹی میں۔ وہ کہتے ہیں تم تو اچھے بھلے تھے۔

جس طرح حضرت صالح کو ان کی قوم نے کہا تم **تو مــرجو** تھے۔ تم سے تو امیدیں وابستہ تھیں تمہیں کیا ہو گیا۔ یہ کیا حرکت کر بیٹھے اور جماعت میں سے جو ادھر جاتا ہے اس کے متعلق ہمیشہ یہ اطلاع ملتی ہے کہ یہ صاحب تو کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ گند تھا فلاں گند تھا کبھی چندہ نہیں دیا، کبھی نماز نہیں پڑھی۔ فسادات میں سب سے آگے۔ پارٹی بازی میں پیش پیش تو ان کو تو پہلے نکال دینا چاہئے تھا۔ میں امور عامہ کو پھر بعض دفعہ لکھتا ہوں کہ ''نکال دینا چاہئے تھا'' اب کیوں بتاتے ہو۔ بہتر یہ تھا کہ پہلے وقت پر بتاتے اور اس معاملے میں جماعت کو پاک اور صاف کرنے کی آج کل شدید ضرورت ہے کیونکہ پاک اور طیب میں تمیز کرنا بھی انبیاء کا ایک کام ہے اور وہ لوگ جو جماعت کے اندر داخل ہوتے ہیں ان کو پاک ہونا پڑے گا۔ اگر وہ پاک ہو رہے ہیں تو پھر ان پر کوئی اعتراض نہیں خواہ وہ درجہ کمال تک نہ پہنچیں لیکن اگر وہ پاک ہونے کی بجائے خبیث ہو رہے ہوں، دن بدن ان کی گندی عادتیں بڑھ رہی ہوں اور نظام جماعت خاموش بیٹھا رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نظام جماعت نے وہ فرض ادا نہیں کیا جو قرآن کریم نے انبیاء کے سپرد اس پہلو سے کیا ہے کہ تم ان میں سے خبیث اور طیب میں تمیز کیا کرو اور ایک کو دوسرے سے الگ کرتے رہو۔

دوسرا طبقہ جو غیروں سے آتا ہے اس میں ایک حصہ گندوں کا بھی ہے۔ میں نے دیکھا ہے

ڈاکو بھی آجاتے ہیں۔ چور بھی آجاتے ہیں۔ بڑے بڑے لفنگے بھی جو اپنی سوسائٹی میں لفنگے سمجھے جاتے ہیں وہ بھی آتے ہیں اور بعض دفعہ جماعت میں سے نسبتاً اچھے دکھائی دینے والے لوگ بھی غیروں میں چلے جاتے ہیں۔ اگر چہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے لیکن یہاں بھی بڑی واضح اور قطعی تمیز ممکن ہے۔ چنانچہ غیروں میں سے جو گندے ہوں، شرابی کبابی یا اور گناہوں میں ملوث ہوں جب وہ احمدیت میں داخل ہوتے ہیں وہی تطہیر کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور ایسا آدمی جو جماعت میں داخل ہو اور اس سے پہلے گندا ہو یقیناً جماعت میں داخل ہونے کے بعد اصلاح شروع کر دیتا ہے اور بعض تو انقلابی اصلاح کرتے ہیں۔

ایک دفعہ سندھ کے دورے پر مجھے ایک دوست کا تعارف کرایا گیا کہ وہ ہر شرعی عیب میں مبتلا ڈاکو اور ظالم اور سفاک انسان تھا اور سارے علاقے میں ان کا رعب تھا اور ان کے متعلق کہا جاتا تھا کہ اس سے زیادہ گندہ انسان اور اس سے زیادہ ظالم انسان کوئی نہیں۔ احمدی ہوا تو یک دفعہ ان ساری بدیوں کو خیر باد کہہ بیٹھا۔ خیر باد تو نہیں جہنم رسید کر بیٹھا اور ایسی کامل توبہ کی کہ وہی شخص اس علاقے میں ولیوں میں شمار ہونے لگا۔ یہ مضمون جو ہے ''چوروں قطب بنانا'' جس کو پنجابی میں کہتے ہیں، یہ وہ مضمون ہے۔ تو ایمان تو اپنی واضح علامتیں رکھتا ہے۔ اگر اندھیرا روشنی کے ساتھ مشتبہ نہیں کیا جا سکتا تو کیسے ممکن ہے کہ ارتداد کو ایمان کے ساتھ مشتبہ کر دیا جائے۔

اس کے برعکس جو احمدی یعنی پہلے احمدی تھے اور بظاہر وہ اچھے نظر آتے تھے وہ جب غیروں کے ساتھ جا کر ملتے ہیں تو آپ ان کے حالات کا جائزہ لے کر دیکھیں بلا اشتباہ ان کے اندر اعمال کا انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔ ان کے اندر نہ صرف اپنی ذات میں انحطاط شروع ہوتا ہے بلکہ اکثر صورتوں میں ان کی اولادیں مذہب سے ہی بھاگ جاتی ہیں اور میں نے جہاں تک ان مرتدوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے جو جماعت میں بظاہر کوئی مقام رکھتے تھے ان کی اولادوں کی بھاری اکثریت دہریہ ہو چکی ہے اور کوئی بھی دین سے یا مذہب سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ تو کون کہہ سکتا ہے کہ ایمان اور ارتداد ایک ہی جیسی چیزیں ہیں صرف زاویہ بدلنے سے مختلف دکھائی دیتی ہیں۔

علاوہ ازیں جہاں تک لالچ کا تعلق ہے ایک اور بات بڑی نمایاں قرآن کریم پیش کرتا ہے

کہ یہ لوگ جو لالچ دیتے ہیں اس کے نتیجے میں اکثر تو دھوکا ہے لیکن بعض دفعہ رزق ان کے لگا بھی دئے جاتے ہیں لیکن رزق ان لوگوں کے لگتے ہیں جو گند بولنے میں زیادہ بڑھے ہوئے ہوں اور تکذیب میں آگے جائیں۔ غریب کے رزق نہیں لگتے وہ صرف دھوکا ہے ان کے ساتھ۔

چنانچہ میں نے اس بات کا بھی گہری نظر سے جائزہ لیا ہے اور وسیع نظر سے جائزہ لیا ہے۔ احمدیوں میں سے جو مرتد ہوتا ہے اس نے اگر اپنا رزق لگوانا ہے ان لوگوں سے تو اسے دن بدن زیادہ بکواس کرنی پڑے گی۔ جتنا زیادہ وہ گند بولے گا اور تکذیب میں آگے بڑھے گا اتنے اس کے لئے رزق کے امکانات ہوں گے اور کچھ دروازے کھولے جائیں گے جہاں وہ خاموش ہو کے بیٹھا وہاں ردی کے طور پر پھینک دیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم اس مضمون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَتَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَكُمۡ اَنَّكُمۡ تُكَذِّبُوۡنَ (الواقعہ:۸۳) کیسے جاہل اور بے وقوف لوگ ہو اس بات پہ رزق لگا بیٹھے ہو کہ تم تکذیب کرو لیکن یہ مرتد ہونے والے ہوتے ہی بے وقوف ہیں۔ ان بیچاروں کو اپنے نفع نقصان کی حقیقت کا علم نہیں ہوتا تو وہ رزق کی خاطر پھر گند بولتے ہیں اور دوسروں کو بھی لالچ دیتے ہیں کہ آؤ تا کہ ہم تمہارا رزق لگائیں۔ اس کے برعکس مومنوں کی یہ شان ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے وہ قربانی کرتے ہیں نہ صرف یہ کہ اپنے اموال غیروں کے سامنے لٹواتے ہیں بلکہ مومن ہونے کے بعد ہر حالت میں وہ دین کی خاطر خرچ کرنے لگ جاتے ہیں۔ اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ (آل عمران:۱۳۵) یہ ایسے لوگ ہیں جو اچھے حال میں ہوں تب بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگ حال میں ہوں تب بھی خرچ کرتے ہیں اور مرتدین میں آپ کو کوئی بھی ایسا دکھائی نہیں دے گا۔ آپ سارے مرتدین کے حالات پر نظر ڈال کے دیکھ لیں وہ غیروں سے لینے والے تو ہیں ان کی خاطر دینے والے کچھ نہیں ہیں۔ جس مذہب کو بظاہر وہ سچا کہہ کر قبول کرتے ہیں اس مذہب کی خاطر کوئی قربانی نہیں کر رہے ہوتے۔

پس قرآن کریم نے تو اتنا کھول کھول کے یہ مضمون واضح فرما دیا ہے کہ کسی موٹی سے موٹی عقل والے کے لئے بھی یہ بات مشکل نہیں رہنے دی کہ ارتداد کیا ہوتا ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے؟ پس ان لوگوں نے جہاں تک زور لگایا جماعت کے اندر رخنہ پیدا کرنے کا اور ارتداد پیدا کرنے کا اس کا نتیجہ ماحصل صرف یہ ہوا کہ کچھ لوگ ایسے ان کو ملے جن سے جماعت ناراض تھی اور ان کے ساتھ ان

کی بدکرداری کی وجہ سے جماعت نے خفگی کا اظہار کیا اور بعض دفعہ انتظامی کارروائیاں کیں۔ ایسے لوگ ان کی طرف گئے اور جن کو خالصۃً پیسے کی لالچ دی گئی اور پیسے کی لالچ اختیار کرتے ہوئے انہوں نے تکذیب کو پیشہ بنالیا اور دل ان کے ایمان سے خالی تھے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہاں جا کر جس کو ایمان کے طور پر قبول کیا اس کی خاطر کبھی کوئی مالی قربانی نہیں کی بلکہ لینے والے مومن ہیں یہ دینے والے اور خرچ کرنے والے مومن نہیں ہیں۔

غرضیکہ اس پہلو سے آپ تفصیلی جائزہ لیتے چلے جائیں تو آپ کو خود پاکستان ہی میں اس ارتداد کی مہم کے سال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے حیرت انگیز نشان ابھرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ ہر ارتداد کے واقعہ میں قرآن کریم کی صداقت کا اعلان بھی ہے اور جماعت احمدیہ کی صداقت کا اعلان بھی ہے کیونکہ بلا استثناء ان ارتداد کے واقعات پر قرآن کریم کی کوئی نہ کوئی آیت گواہ کھڑی ہے کہ تم مرتد ہو مومن نہیں ہو اور ہر وہ شخص جو ان سے روگردانی کر کے احمدیت میں داخل ہوتا ہے اس کے اوپر بھی قرآن کریم کی ایک نہیں کئی آیات گواہ کھڑی ہو جاتی ہیں کہ تمہیں مرتد کہنا جھوٹ اور ظلم ہے تم مومن ہو کیونکہ تم میں قرآن کریم کی بیان کردہ مومنانہ صفات پائی جاتی ہیں۔

اور ان سب کے علاوہ اس وہم کو دور کرنے کے لئے کہ شاید ابھی کوئی شبہ باقی ہو ایمان اور ارتداد میں قرآن کریم نے ایک عظیم الشان مضمون بیان فرمایا ہے جو روز روشن کی طرح سورج جس طرح چڑھ جاتا ہے کھلے دن میں یا کھلا دن جس طرح سورج کی روشنی میں پیدا ہوتا ہے اس طرح ایمان اور ارتداد کے فرق کو نمایاں کردینے والی ایک میزان ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَفِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۵۵﴾

(المائدہ: ۵۵)

اے ایمان لانے والو! اگر تم میں سے کوئی مرتد ہو جاتا ہے تو بالکل اس کے نتیجے میں پریشان نہ ہو (یعنی یہ Implied ہے یہ فقرہ جو میں بول رہا ہوں لفظی ترجمہ میں شامل نہیں لیکن مضمون یہی ہے کہ) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!! اگر تم میں سے کوئی مرتد ہو جائے تو ہرگز پریشانی کی ضرورت نہیں کیوں؟ اس لئے کہ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ ایک ایک مرتد کے بدلے خدا تمہیں قومیں عطا کرے گا اور وہ قومیں ایسی ہوں گی جو کوئی نفاق نہیں رکھتی ہوں گی وہ تم سے محبت کرنے والی ہوں گی تم ان سے محبت کرنے والے ہو گے۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کہ مومنوں کے لئے بے انتہا منکسر المزاج اور رحمت کرنے والی اور شفقت کرنے والی اور منکرین اور کافروں کے لئے وہ بہت ہی سخت ہوں گی اور وہ تمہارے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خلاف جہاد شروع کر دیں گی۔ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ اور کسی لعنت ملامت کرنے والے کی لعنت ملامت سے کوئی خوف نہیں کھائیں گی۔

یہاں ایک اور مضمون بھی بیان کر دیا کہ ارتداد کی وجہ ایک لعنت ملامت بھی ہوا کرتی ہے اور اس میں Implied ہے یہ بات۔ اس کے اندر یہ بات مضمر ہے۔ فرمایا کہ نئے آنے والے وہ صفات نہیں رکھیں گے جو جانے والوں کی صفات تھیں۔ گویا جانے والوں کی ایک صفت یہ بھی تھی کہ وہ اس لئے مرتد ہوئے کہ معاشرے نے ان کے اوپر لعنتیں ڈالیں جیسا کہ اس وقت پاکستان میں کثرت کے ساتھ ہر احمدی پر اس کے ماحول کے رہنے والے لعنتیں ڈال رہے ہیں، ملامتیں پھینک رہے ہیں ان پر۔ ان کو کہہ رہے ہیں کہ تم ذلیل اور رسوا ہو رہے ہو اور کیوں ہم میں واپس نہیں آجاتے آؤ ہم سے عزتیں حاصل کرو۔

تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ چونکہ ان میں سے بعض کمزور اس وجہ سے بھی غیروں میں شامل ہوئے ہوں گے کہ وہ دنیا کی لعنتوں اور ملامتوں سے ڈر گئے اور انہوں نے یہ قبول کر لیا کہ ہم چاہے جھوٹ ہی ہو لیکن اکثریت کے جھوٹ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور دنیا کی عزتیں ہمیں حاصل ہو جائیں گی۔ فرمایا ایسے لوگوں کے بدلے خدا تم سے وعدہ کرتا ہے کہ ایک ایک کے بدلے تمہیں قومیں عطا کرے گا اور وہ ایسی قومیں ہوں گی جو ہر اس برائی سے پاک ہوں گی جس برائی کے نتیجے میں بعض لوگ تم میں سے مرتد ہوئے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کا

فضل انسانوں سے بنایا نہیں جایا کرتا۔ اب مقابلہ کر کے دیکھ لو کتنا عظیم الشان چیلنج ہے۔ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے گا وہ دے گا اور زبردستی تم اس فضل کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ خدا کی تقدیر میں تمہیں کوئی دخل دینے کی جا نہیں ہے۔ **پس اگر یہ معلوم کرنا ہے کہ مومن کون ہے اور مرتد کون ہے تو دیکھو فضل کس پر نازل ہوتے ہیں اور کون اس پہلو سے فضلوں سے محروم ہے۔**

میں نے گن گن کران مرتدوں کا جائزہ لیا جو اس نہایت شدید مخالفت کے دور میں اس اہم سال میں ارتداد اختیار کر گئے ہیں اور ان کے مقابل پر فی مرتد ایک ایک ہزار بیعتیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں ہمیں۔ یہ سال پورا ہو جائے میں آپ کے سامنے اعداد و شمار رکھوں گا آپ حیران ہو جائیں گے۔ اب تک تو ایک ہزار سے کم نہیں ہیں ۔ جتنے بدنصیب پاکستان میں مرتد ہوئے ہیں ان دباؤں کے نتیجے میں، لالچوں کے نتیجے میں، عزتوں کی حفاظت کے نتیجے میں جو جو بھی ان کے منشا یا مقاصد تھے ان کے نتیجے میں وہ مرتد ہوئے ان میں سے ہر ایک کے بدلے میں خدا نے دنیا میں ایک ایک ہزار احمدی عطا کیا ہے اور یہ پہلو میرے سامنے اب آیا ہے یعنی اس آیت کے مطالعہ کے بعد کہ وہ جو آنے والے لوگ ہیں وہ انشاء اللہ بہت اچھے ثابت ہوں گے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ میں صرف تعداد پوری نہیں کروں گا۔ اصل جھگڑا تعداد کا نہیں تھا بلکہ Quality کا اس کی حیثیت کیا تھی جانے والے کی؟ اور قرآن کریم کے نزدیک اصل نقصان حیثیت کا ہوا کرتا ہے نہ کے تعداد کا۔

تو یہ قرآن کریم کی عظمت کا ایک نشان ہے اس آیت میں ۔کس فصاحت و بلاغت کے ساتھ اصل مضمون کو ابھار کر ہمارے سامنے رکھ دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ ایک ایک کے بدلے تمہیں تو میں عطا کروں گا۔ فرمایا ایک ایک گندے کے بدلے اچھے، صالح لوگ پاکیزہ لوگ عطا کروں گا کیونکہ اگر صرف تعداد کا مقابلہ ہو تو پھر تو مومن ہارے ہی ہوئے ہیں کیونکہ دنیا کی بھاری اکثریت ان کو جھوٹا سمجھتی ہے ان سے روگردانی کرتی ہے ان میں سے ایک حصہ ان پر ظلم کرتا ہے تو تعداد کا اگر خالی مقابلہ ہو تو پھر تو ایمان اور ارتداد میں فرق کرنا مشکل ہوگا۔

تو خدا تعالیٰ نے اس ایک آیت میں ایمان اور ارتداد کا کیسا نمایاں فرق کر دیا ہے۔ فرمایا دیکھو جتنے جانے والے لوگ تھے وہ بزدل کمینے آپس میں دشمنیاں کرنے والے اور غیروں سے ڈرنے اور ان کے سامنے جھکنے والے اور پھر اس کے علاوہ لَوْمَةَ لَآئِمٍ سے ڈرنے والے لوگ تھے۔ اب

آپ ان صفات کو مرتدین پر اطلاق کر کے دیکھ لیں ہر جگہ یہ آپ کو اطلاق پاتی ہوئی دکھائی دیں گی۔ فرمایا جو آنے والے ہیں وہ ایسے نہیں ہوں گے یہ میرا وعدہ ہے۔

پس خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ سال جو مولویوں نے احمدیت کو مٹانے کا سال بنایا تھا اور یہ منظور چنیوٹی وغیرہ اس قماش کے مولوی بڑی بڑی شان سے یہ دعوے کر رہے تھے کہ تم دیکھنا یہ سال احمدیت کے مٹنے اور نابود ہونے کا سال ہوگا۔ فلاں ستمبر کی تاریخ تک میں تو ہوں گا جماعت احمدیہ دنیا میں نہیں ہوگی۔ اس قسم کے دعوے کر رہے تھے۔ آج دیکھ لیں کیسی ذلت کے سامان خدا نے ان کے لئے مہیا فرمائے۔ ہر جگہ ان کے نزدیک جو مومن ہوئے ہیں ان کے اوپر قرآن کریم کی ارتداد کی علامتیں صادق آ رہی ہیں۔ ہر جگہ ان کے نزدیک جو مرتد ہوئے ہیں ان کے اوپر قرآن کریم کے مطابق ایمان کی علامتیں صادق آ رہی ہیں۔

پس یہ کوئی گھٹیا کوئی نقصان والا سودا نہیں ہے۔ جہاں تک انگلستان کی جماعت کا تعلق ہے اللہ کے فضل سے دن بدن بڑھ رہی ہے۔ یہاں باہر سے آیا ہوا ایک شخص صرف اس سال مرتد ہوا اور اس کے ارتداد کی وجہ بھی جو سب لوگوں کو علم ہے کہ اس ارتداد سے پہلے جماعت نے اس کی بعض بیہودگیوں کی وجہ سے اس کے اوپر ایکشن لیا۔ اس کو ناراضگی کا نشانہ بنایا اور پھر وہ بھاگا ہے اپنی انتقامی کارروائی کے طور پر لیکن چند دن ہوئے مجھے اس کا ایک واقعہ معلوم ہوا جس سے مجھے بہت لطف آیا کہ کس طرح اس نے اپنے ایک فعل سے اپنا شیطان ہونا ثابت کر دیا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ شیطان لالچیں دے کر اپنے ساتھ شامل کرتا ہے۔ چنانچہ اس شخص نے دو عرب نوجوانوں کے لئے ایک موٹر بھجوائی اور کہا کہ تمہاری بہت عزت افزائی ہوگی تم ہمارے پاس آ جاؤ۔ ان نوجوانوں نے رد کر دیا کہ بالکل نہیں ہمیں تمہارے پاس آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر ان کو دوبارہ کار بھجوائی اور پیغام بھیجا کہ منظور چنیوٹی سے ملاقات ہوگی اور یہ یہ تمہارے لئے ہم رزق کے سامان کریں گے۔ جو تمہیں اب نوکری میں مل رہا ہے اس سے بہت زیادہ ہم تمہیں دیں گے اور انہوں نے کہا ہمیں تمہارے رزق کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہمیں جوتی کی بھی پرواہ نہیں ہے اور آئندہ ہمارے پاس ایسے پیغام نہ بھیجنا۔

تو سوال یہ ہے کہ قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ ایمان بدلنے کے لئے شیطان لالچ دیا کرتا ہے۔ پس وہ مرتد ہونے والا اپنی شیطانیت پہ گواہ بن گیا کیونکہ لالچ دے کر اس نے قرآن کریم کی

آیت کے مصداق بنتے ہوئے اپنے اس گند کا ثبوت مہیا کر دیا کہ قرآن کے نزدیک وہ حرکت جو شیطانوں کی حرکت ہے وہ میں کر رہا ہوں اور یہی مضمون ہے جو سارے پاکستان میں آپ کو دکھائی دے گا مسلسل شیطان احمدیوں کو لالچیں دے رہا ہے۔ کہیں دباؤ ڈال رہا ہے کہیں لالچ دے رہا ہے اور اس کے سوا ان کو کوئی تبلیغ کا ذریعہ معلوم نہیں۔ یہی دو ذریعے رہ گئے ہیں جس کے ذریعے یہ احمدیت کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کر رہے ہیں **اور خدا کے فضل کے ساتھ جس شان کے ساتھ جماعت احمدیہ پاکستان نے استقامت کے نمونے دکھائے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مذاہب کی تاریخ میں شاذ ہی ایسے واقعات ہوئے ہوں گے۔** ایک حیرت انگیز تاریخ بن رہی ہے آج۔ کبھی دنیا کی کسی قوم نے جو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب نہ ہوتی ہو اس شان کے ثبات قدم کے نمونے نہیں دکھائے جس شان کے ساتھ آج پاکستان میں جماعت احمدیہ دکھا رہی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم یہ بھی فرماتا ہے کہ بعض کمزور ان میں سے وقتی طور پر ظاہراً ارتداد اختیار کر لیتے ہیں لیکن محض اس لئے کہ ان کو سخت مجبور کر دیا گیا۔ ان لوگوں پر کوئی حرف نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے کمزور بندے بھی ہیں۔ پس ان لوگوں میں ایسے بھی ہیں کچھ۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۷﴾

(النحل: ۱۰۷)

کہ دیکھو وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ایمان لانے کے بعد۔ ان پر خدا کا غضب نازل ہوگا اور عذاب عظیم ان کو ملے گا لیکن ان میں استثنا ہیں۔ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ سوائے اس کہ جو مجبور ہو چکا ہو لیکن واقعةً وہ دل میں مومن ہو وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ اس کا دل ایمان پر پوری طرح مطمئن ہو، مجبور کر دیا گیا ہو مَنْ اُكْرِهَ وہ شخص مجبور کر دیا گیا ہے وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ ہاں وہ لوگ جن کا دل کفر پر کھل گیا ہے ان لوگوں کو سزا ملے گی۔

چنانچہ ایسے لوگوں کی بھی کثرت سے اطلاعیں مل رہی ہیں اور ایک طرف یہ لوگ اعلانات

اخبارات میں شائع کرتے ہیں کہ فلاں مرتد ہو گیا، فلاں مرتد ہو گیا، فلاں مرتد ہو گیا۔ جب تحقیق کی جاتی ہے تو بہت سے ان میں احمدی ہوتے ہی نہیں۔ جو ہوتے ہیں ان پر وہ حالات صادق آتے ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں اور ان میں سے بعض پھر بہت جلدی بڑے بڑے دردناک خط لکھتے ہیں معافی کے لئے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہم اب ہر تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں ہمیں کوئی پرواہ نہیں لیکن جب سے ہم نے مجبور ہو کر احمدیت سے توبہ کی ہے ہم ایک جہنم میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر یہ آیت صادق آتی ہے مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ سوائے اس کے کوئی شخص مجبور کر دیا گیا ہو وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّ ۢ بِالۡاِيۡمَانِ اور اس کا دل ایمان پہ مطمئن ہو، وہ لوگ پھر وہاں ٹھہر ہی نہیں سکتے۔

پس جانے والوں کی خبریں تو دے رہے ہیں جو آرہے ہیں ان کی خبریں نہیں شائع کر رہے۔ حالانکہ مسلسل ان لوگوں میں سے آ بھی رہے ہیں اور کچھ ایسے بھی حیرت انگیز خطوط ملتے ہیں کہ بیویاں اور بچے لکھتے ہیں کہ ہمارے خاوند نے یا باپ نے یہ حرکت کی ہے ہمارا اس سے یہ کوئی تعلق نہیں رہا۔ ہم اس کو چھوڑ کر الگ آ کے بیٹھ گئے ہیں ہمیں کوئی پرواہ نہیں جو کچھ ہم سے ہوتا ہے لیکن ہم اپنے خاوند کی طرح بزدل نہیں بن سکتے یا اپنے باپ کی طرح بزدل نہیں بن سکتے۔

ابھی چند دن ہوئے ہیں چک سکندر سے ایک خط کسی طرح سمگل کر کے کسی نے بھجوایا بچوں نے۔ اسی مضمون کا بڑا دردناک خط ہے۔ بچے لکھتے ہیں کہ ہمارے متعلق بھی آپ کو اطلاع ملی ہوگی کہ ہم مرتد ہو گئے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہمارا باپ ہوا ہے اور ہم نہیں ہوئے۔ ہم جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظمیں گھر میں پڑھتے ہیں تو ہمیں سخت مارتا ہے اور تشدد کرتا ہے اور اس کے بعد ہم روتے پیٹتے کچھ دیر کے لئے چپ کر جاتے ہیں پھر ہم شروع کر دیتے ہیں اس لئے ہمارے متعلق ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ ہم بھی اپنے مرتد باپ کے ساتھ شامل ہیں۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں جب تک اس معاشرے کا دباؤ ہے ہم کھل کر باہر نہیں آسکتے مگر ہمارے دل مومن ہیں اور ہمارے اعمال بھی جماعت احمدیہ کے ساتھ ہی ہیں۔ اس قسم کا یعنی الفاظ یہ نہیں مگر اس مضمون کے خط ان کے ملے اور پھر کھاریاں سے بھی اسی قسم کا ایک خط ملا اور بھی ایسے آنے شروع ہوئے ہیں۔ پس وہاں جہاں دباؤ کے ذریعے مرتد کیا جا رہا ہے وہاں اللہ کے فضل کے ساتھ ایک احمدیت میں واپسی کی اور بڑی شرمندگی کے ساتھ

واپسی کی رو بھی شروع ہو چکی ہے۔

پس میں آپ سے اس وقت آخر پر اس دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ یہ سال جو جماعت احمدیہ کے لئے ایک تبیّن کا سال ہے۔ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنے والا سال ہے اور ہر پہلو سے خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو دوسرے لوگوں سے ممتاز اور جدا کر کے دکھا رہا ہے اور جماعت احمدیہ کے ایمان پر خدا تعالیٰ کے کلام کی تصدیق کی مہریں لگتی چلی جارہی ہیں۔

پس اس سال میں خصوصیت سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ پاکستان کے احمدیوں کو مزید ثبات قدم عطا فرمائے ان کو حوصلے دے، ان کی برداشت کی طاقت کو بڑھائے۔ وہ جو شدید قسم کی زبانی اذیتیں ان کو پہنچائی جارہی ہے یا تحریری اذیتیں ان کو پہنچائی جارہی ہیں ان اذیتوں کا ان کو سب سے زیادہ صدمہ ہے اور یہ وہ دکھ ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں ہم سے برداشت نہیں ہوتا اور اکثر جو شکایتیں ملتی ہیں وہ جسمانی جبر اور تشدد کے خلاف نہیں بلکہ اس قسم کے جبر و تشدد کے خلاف ہیں جہاں احمدی طلباء کو گندی گالیاں دی جارہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف روزانہ بکواس کی جارہی ہے ان کے سامنے کلاس روم میں، باہر، کھانے کے کمروں میں۔ ہر قسم کے پلید لفظ ان کے لئے بولے جارہے ہیں۔ گلیوں میں ان کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے، شہروں میں، دیہات میں۔ یہ وہ تکلیف ہے اور عذاب ہے جس کو وہ بڑے حوصلے سے برداشت کر رہے ہیں اور لَوْمَةَ لَآئِمٍ سے نہیں وہ ڈر رہے۔

اس لئے ہمارا فرض ہے کہ خاص طور پر دردناک دعاؤں کے ذریعے ان کی مدد کریں کہ صبر کی ایک انتہا ہوتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ہماری انتہا ہو چکی ہے۔ اب ہم کیا کریں اور۔ اس لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سے یہ صبر کا ابتلاء اب ٹال دے اور جزا کا جو نظام ہمارے لئے دنیا میں جاری ہے وہ پاکستان میں بھی جاری فرمائے۔ وہاں بھی ایسے حالات تبدیل فرمادے کہ یہ لوگ کھل کر اپنے دلوں کی امنگیں ظاہر کر سکیں، کھل کر اپنے دماغ کے خیالات ظاہر کر سکیں، کھل کر اپنے زندہ رہنے کے حق استعمال کریں اور خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر جو امنگیں ان کے سینوں میں مچل رہی ہیں اور باہر نکلنے کی راہ نہیں پارہیں اللہ تعالیٰ ان کی روکیں دور فرمائے اور یہ کھل کر اللہ کے فضل کے ساتھ اس کے دین کی خدمت میں ہر میدان میں آگے دوڑنا شروع کر دیں اور ان کی تمام روکیں دور ہو جائیں، ان

کی تمام سلاسل ٹوٹ جائیں، ان کی تمام پابندیاں ختم ہو جائیں اور خدا ایک نیا دور پھر ایک کے بدلے ہزار عطا کرنے کا پاکستان میں بھی جاری فرمائے۔ ہم تو ان کو باہر سے بتا رہے ہیں لیکن ان کے دل کی تمنا تو یہی ہوگی کہ خدا ہمیں یہاں دکھا۔ اس ملک میں جہاں ہم سے یہ ظلم ہو رہا ہے یہاں اپنے فضل نازل فرما اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اپنے سینے ٹھنڈے کریں۔

پس یہ دعائیں ہیں جن میں خصوصیت سے احباب جماعت پاکستان کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے اور مظلوموں کے لے بھی دعائیں کریں، ان بچوں کے لئے، ان عورتوں کے لے جو بڑی کس مپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن شکوہ زبان پر نہیں لاتے۔ اللہ ان کے سارے غم دور فرمائے ان کے سارے نقصانات جو ہیں وہ لامتناہی فوائد کی صورت میں ان پر نازل ہوں اور جو کچھ کھویا ہے اس سے ہزاروں گنا زیادہ پانے والے ہوں۔ آمین۔